غزل

مولانا عبدالوہاب صاحب صرفیؔ حیدرآبادی

کب میرے دل میں یاد ہے اُس رشکِ حور کی
روشن ہوئی ہے کعبے میں اک شمع نور کی

ہم خفتِ نظر سے سمجھتے ہیں اس کو غیب
اک مستقل حجاب ہے شدّتِ ظہور کی

خالِ سیاہ و عارضِ روشن، خدا گواہ
تصویر کھنچ گئی ہے تجلّی و طور کی

اعجاز اس کے قدِ سراپا بہار کا
فصلِ خزاں میں نغمہ سرائی طیور کی

اس کی نگاہِ ناز سے کوئی نہ بچ سکا!
کرنے کو یوں تو ہم نے بھی کوشش ضرور کی

کیا کہئے اس کے حُسنِ ملائک فریب کے
بارش ہو جس کے نقشِ کفِ پا پہ نور کی

دیدار اس کا مدِ نظر ہے، جہاں بھی ہو
حسرت قصور کی نہ تمنّا ہے حور کی

دل کا نظام درہم و برہم نہ ہو کہیں
بدلی ہوئی ہیں آج نگاہیں حضور کی

مسجد میں ذکرِ بادہ ہے، اللہ رے انقلاب
آتی ہے میکدے سے صدا "یا غفور" کی

عرضِ دنورِ ضعف کی اس سے امید کیا
آمد شدِ نفس ہو صدا جس کو صور کی

آزاد ہے زمان و مکاں سے ترا وجود
اور ہیں یہی حدود ہمارے شعور کی

کھولے ہمارے کان بھی گویا حضور نے
اغیار کو سنا ہے سنائی ہے دور کی

دل پر نظر ہے اپنی نہ عرشِ عظیم پر
نزدیک ہی کی ہم کو خبر ہے نہ دور کی

صرفیؔ بایں فسردگی و بے دلی تمہیں
حسرت ہے اس کی بزمِ نشاط و سرور کی